# میت کا ترکہ مسجد میں یا ضرورت مند کو دینا

**مجیب:** مولانا محمد حسان عطاری مدنی

**فتوی نمبر:** WAT-3740

**تاریخ اجراء:** 23 شوال المکرم 1446ھ / 22 اپریل 2025ء

## دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

## سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ میرے والد محترم کی بہن کا انتقال ہو گیا ہے، ان کا ترکہ ان کے بچوں کو دینا ضروری ہے یا مسجد وغیرہ ضرورت مندوں کو دے سکتے ہیں، ان کی کوئی وصیت وغیرہ نہیں تھی، اس حوالے سے شرعی رہنمائی فرمائیں؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَ الصَّوَابِ

ورثہ کی اجازت کے بغیر، ان کا حصہ ان کے علاوہ کسی اور کو دینا شرعاً جائز نہیں ہے، نہ مسجد وغیرہ میں اور نہ کسی ضرورت مند وغیرہ کو، البتہ! اگر سب ورثہ بالغ ہوں تو ان میں سے جس کی طرف سے اجازت ہو، اس کی اجازت سے اس کے حصے میں سے اس کے بیان کردہ کسی جائز مقام پر خرچ کیا جاسکتا ہے، اور جو وارث نابالغ ہو اس کی اجازت کا اعتبار نہیں ہے لہذا اس کا حصہ کسی اور جگہ خرچ نہیں کر سکتے اگرچہ وہ اجازت بھی دے دے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

﴿وَ تَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا﴾

ترجمہ کنزُالعِرفان: ”اور میراث کا سارا مال جمع کرکے کھاجاتے ہو اور مال سے بہت زیادہ محبت رکھتے ہو۔“ (پارہ 30، سورۃ الفجر، آیت 19)

تفسیر صراط الجنان میں ہے:

”﴿وَ تَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا: اور میراث کا سارا مال جمع کرکے کھاجاتے ہو۔﴾ یہاں کفار کی تیسری خرابی اور ذلت کا بیان ہے کہ تم میراث کا مال کھاجاتے ہو اور حلال و حرام میں تمیز نہیں کرتے اور عورتوں اور بچوں کو وراثت کا حصہ نہیں دیتے، بلکہ اُن کے حصے خود کھاجاتے ہو، جاہلیت میں یہی دستور تھا۔ اس بیان کردہ ظلم میں بہت سی صورتیں داخل ہیں اور فی زمانہ جو چچا تایا اور قسم کے لوگ یتیم بھتیجوں کے مال پر قبضہ کرلیتے ہیں یا روٹین میں جو بہنوں، بیٹیوں یا

پوتیوں کو وراثت نہیں دی جاتی وہ بھی اسی میں داخل ہے کہ شدید حرام ہے۔" (تفسیر صراط الجنان، جلد10، صفحہ668، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سراجیہ میں ہے

"قال علمائنا رحمهم الله تعالى: تتعلق بتركة الميت حقوق اربعة مرتبة الاول: يبدأ بتكفينه و تجهيزه من غير تبذير و تقتير، ثم تقضى ديونه من جميع مابقى من ماله، ثم تنفذ وصاياه من ثلث ما بقى بعد الدين، ثم يقسم الباقى بين ورثته بالكتاب والسنة واجماع الامة"

یعنی ہمارے علمائے کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین نے ارشاد فرمایا: میت کے متروکہ مال کے ساتھ بالترتیب چار حقوق متعلق ہو جاتے ہیں: اس کے متروکہ مال میں سے سب سے پہلے، کمی زیادتی کے بغیر اس کی تجہیز و تکفین کا انتظام کیا جائے گا، پھر جو مال باقی بچے اس میں سے میت کے قرضوں کی ادائیگی کی جائے گی، قرض کی ادائیگی کے بعد جو بچ جائے، اس میں سے ایک تہائی تک میت کی وصیتوں کو پورا کیا جائے گا، پھر جو باقی بچے، اس کو قرآن و سنت اور اجماع امت کی روشنی میں میت کے ورثہ کے مابین تقسیم کیا جائے گا۔" (السراجیۃ مع شرح القمریۃ، صفحہ11، مطبوعہ مکتبہ العلمیہ )

وارثوں کی اجازت سے مال وراثت صرف کیا جا سکتا ہے، اس کی ایک نظیر بیان کرتے ہوئے اعلی حضرت علیہ الرحمۃ بیان فرماتے ہیں: "غالباً ورثہ میں کوئی یتیم یا اور بچہ نابالغ ہوتا ہے، یا اور ورثہ موجود نہیں ہوتے، نہ ان سے اس کا اذن لیا جاتا ہے، جب تو یہ امر سخت حرامِ شدید پر متضمن ہوتا ہے۔۔۔ مالِ غیر میں بے اذنِ غیر تصرف خود ناجائز ہے۔۔۔ خصوصاً نابالغ کا مال ضائع کرنا جس کا اختیار نہ خود اسے ہے، نہ اس کے باپ، نہ اس کے وصی کو۔۔۔ **ہاں اگر محتاجوں کے دینے کو کھانا پکوائیں، تو حرج نہیں بلکہ خوب ہے، بشرطیکہ یہ کوئی عاقل بالغ اپنے مالِ خاص سے کرے یا ترکہ سے کریں، تو سب وارث موجود و بالغ و راضی ہوں۔**" (فتاویٰ رضویہ، ج9، ص664-665، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "تیجہ، دسواں، چالیسواں، ششماہی، برسی کے مصارف میں بھی یہی تفصیل ہے کہ اپنے مال سے جو چاہے، خرچ کرے اور میّت کو ثواب پہنچائے اور **میّت کے مال سے یہ مصارف اُسی وقت کیے جائیں کہ سب وارث بالغ ہوں اور سب کی اجازت ہو، ورنہ نہیں، مگر جو بالغ ہو اپنے حصہ سے کر سکتا ہے۔**" (بہارِ شریعت، ج1، حصہ4، ص822، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)

www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net